



سوال

(25) کیا مقتدیوں کے لیے آمین با بھر بالفاظ صریح ثابت ہیں یا نہیں۔

جواب

السلام علیکم ورحمة الله وبركاته

کیا فرماتے ہیں، علمائے دین اس مسئلہ میں کہ آمین با بھر خاص مقتدیوں کے واسطے بالفاظ صریح غیر متحمل المعینین آیا، کسی حدیث صحیح مرفع متصل الاسناد سے ثابت ہے یا نہیں اور امام پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے اس لیے کہ امام بست سی چیزوں کو با بھر کرتا ہے، مثلاً تکمیر و قرأت و سلام وغیرہ آیا کسی حدیث یہ ثابت ہے یا نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچے کسی مقتدی نے آمین با بھر کہی ہے یا نہیں؟

اجواب بعون الوہاب بشرط صحیحة السوال

وعلیکم السلام ورحمة الله وبركاته
الحمد لله، والصلوة والسلام على رسول الله، أما بعد!

ہاں آمین با بھر خاص مقتدیوں کے واسطے بالفاظ صریح غیر متحمل المعینین ایسی حدیث صحیح، مرفع متصل الاسناد سے ثابت ہے وہ حدیث یہ ہے: عن أبي هريرة ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا قال اللام غیر المغضوب علیهم ولا اصحابیں فقولوا امین فانہ من وافق قوله قول الملائکة غفران ما تقدم من ذنبه اخرج الجاری و مسلم واللفظ للخاری (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جب امام غیر المغضوب علیهم ولا اصحابیں کے تو تم آمین کو، جس کا قول فرستوں کے موافق ہو جائے گا، اس کے پچھے گناہ بخشنے جائیگے) اس حدیث میں لفظ قولوا کا مصدر قول ہے جو مخصوص معین یا معافی چند کا بھر گز نہیں ہے اور جب مشترک نہیں شہرا، تو متحمل معین کا نہیں ہو سکتا، غایت مانی الباب لفظ قول چونکہ مطلق ہے اس وجہ سے اس کے افراد نکلیں گے اور کم از کم اس کے دو فرد نکلیں گے، قول با بھر و قول بالسر، پس اس حدیث متفق علیہ سے جو مرفع متصل الاسناد اور نہایت صحیح ہے آمین با بھر مقتدیوں کے واسطے بالفاظ صریح غیر متحمل المعینین ثابت ہوا، اور اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچے کسی مقتدی آمین با بھر کستھے کیوں کہ لفظ قولوا کے اصل مخاطب صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں جو آپ کے پیچے نماز پڑھتے تھے اور آپ کے حکم کی تعمیل کے لیے جان سے حاضر رہتے تھے اگر تم یہ کو، کہ جب قول مطلق ہے اور اس کے دو فرد ہیں، قول با بھر و قول بالسر، تو اس حدیث سے جیسے مقتدیوں کے لیے آمین با بھر کہنا صراحتہ ثابت ہوتا ہے اسی طرح ان کے لیے آمین بالسر کہنا بھی صراحتہ ثابت ہوتا ہے۔ کیوں کہ اس حدیث میں لفظ قولوا مطلق واقع ہے۔ اور با بھر بالسر کی قید نہیں ہے تو جواب اس کا یہ ہے کہ جب لفظ مطلق علی الاطلاق بلا کسی قید کے استعمال کیا جاتا ہے تو اس مطلق سے اس کا فرد کامل مراد ہوتا ہے۔ علامہ صدر الشریعت توضیح میں تحریر فرماتے ہیں لان المطلق لا يتداول رقبۃ و حوفا یات جلس المفہوم وحداً ما قال علماؤنا ان المطلق ینصرف الى الکامل انتہی اور علامہ محب اللہ البهاری مسلم الثبوت میں لکھتے ہیں فانتقال الذن من المطلق الى الکامل ظاهر انتہی اور ملأ جمیون نور الانوار میں لکھتے ہیں۔ و لاتفاق هذا المقام ضابطتان احدہما ان المطلق یجری على الاطلاق و اثاثیة ان المطلق ینصرف الى الفرد الکامل فالاول في حق الاوصاف كالایمان والکفر والثانی في حق الذات کا لزمانیہ والسمی انتہی مختصر۔ ان تمام عبارات سے صاف ظاہر ہوا کہ جب مطلق کا استعمال بلا کسی قید کے ہوتا ہے تو اس کا صرف وہی فرد مراد ہوتا ہے جو کامل ہوتا ہے اور بالکل ظاہر ہے کہ مطلق قول کے دونوں فرد قول با بھر و قول بالسر میں سے قول با بھر ہی فرد کامل ہے اور مطلق قول سے اسی قول با بھر ہی کی طرف ذہن منتقل ہوتا ہے، بناء علیہ حدیث مذکور میں لفظ قولوا آمین سے آمین با بھر کا مراد ہونا متعین ہے، اور مطالبین قاعدہ مذکورہ کے آمین بالسر مراد لینا جائز نہیں ہے۔



محدث فلسفی

اور دوسرے جواب یہ ہے کہ عند الحنفیہ یہ قاعدہ مسلم ہو چکا ہے کہ فعل الصحابی مطلق یا عام کا مخصوص ہوتا ہے، مسلم الثبوت میں ہے فعل الصحابی العادل العامل مخصوص عند الحنفیہ والحنابلہ خلاف للشافعیہ والملکیہ انتہی مختصر۔

ترجمہ: عادل، عالم صحابی کا فعل حنفیوں اور حنبلیوں کے نزدیک حدیث مطلق کا مخصوص ہے برخلاف شافعیہ اور مالکیہ کے ۱۲ اور اہل علم پر مخفی نہیں ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہ کا فعل آمین با بھر ہی تھا، امام کے پیچے صحابہ آمین با بھر ہی کہا کرتے تھے، صحیح مخاری میں ہے امن ابن الزبیر و من وراثتہ حتی ان للجسد للجہ و كان المولہ ریۃ ینادی الامام لاتقینی بامین

ترجمہ: ابن زبیر اور ان کے مقتدیوں نے آمین کی تو مسجد گونج اٹھی، حضرت ابو ہریرہ امام کو آواز دیا کرتے تھے کہ مجھے آمین کہہ لینے دینا ۱۲ فتح الباری میں ہے وصہ عبد الرزاق عن ابن جریح عن عطاء قال قلت له كان ابن الزبیر لم يؤمن على اثر امام القرآن قال نعم ولم يؤمن من وراثته حتى ان للمسجد للجہ ثم قال امناً مِّين دعاء قال و كان المولہ ریۃ خل المسجد وقد قام الامام فینادیہ فقول لا تسقني بامین وروی البقی من وجد آخر عن عطاء قال اور کت ما تین من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی هذالمسجد اذ اقال الامام ولا اضالین سمعت لهم رجتبامین۔

ترجمہ: ابن جریح کہتے ہیں کہ میں نے عطا سے سوال کیا، کیا عبد اللہ بن زبیر آمین کہا کرتے تھے، کہا ہاں آپ کے مقتدی بھی آمین کہتے تھے تو مسجد گونج اٹھتی تھی پھر فرمایا کہ آمین دعا ہے اور فرمایا کہ المولہ ریۃ مسجد میں آتے اور جماعت کھڑی ہو چکی ہوتی تو امام کو آواز دیتے میری آمین نہ ضائع کرنا۔ عطا کہتے ہیں۔ کہ میں نے دوسرا صحابہ کو اس مسجد میں اس حال میں دیکھا کہ جب امام ولا اضالین کہتا، تو ان کے آواز سے مسجد کا نپ بجا تی ۱۲

پس جب ثابت ہوا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم امام کے پیچے آمین با بھر کہتے تھے تو صحابہ کا یہ فعل مطابق قاعدہ مذکورہ حنفیہ کے حدیث مذکور میں لفظ فتوواً میں کا مخصوص ہو گا، یعنی اس سے صرف آمین با بھر مراد ہو گی۔ اور انہی آثار صحیح سے یہ بھی ثابت ہوا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچے آمین با بھر کمیں اور ابن زبیر وغیرہ امام کے پیچے آمین با بھر کمیں اور وہاں واضح رہے کہ کسی صحابہ سے آمین بالسر کہنا بسند صحیح ثابت نہیں ہے اور بعض آثار جو آمین بالسر کے بارے میں مستقول ہیں وہ ضعیف ہیں۔ واللہ اعلم۔

فتاویٰ علمائے حدیث

جلد 3 ص 141-143

محمد فتویٰ